

عصر حاضر میں شمن عرفی کیلئے معیار نصاب سونا ہے یا چاندی؟

☆ علامہ ابن ہمامؒ فرماتے ہیں کہ: قوله و كل دينار عشرة دراهم في الشرع ای مقوماً في الشرع بعشرة كذا كان في الابتداء فان املك اربعة دنانير فقد ملك ما قيمته اربعون درهماً؛ (فتح القدير ج ۲ ص ۱۶۳)

ترجمہ۔ شرعاً ایک دینار دس دراهم کے برابر ہے یعنی ایک دینار کی قیمت دس درہم ہے ابتداء میں جب کوئی چار دینار کا مالک ہو جاتا تو گویا اس کے پاس چالیس دراهم ہوتے۔

☆ علامہ اکمل الدین الباریؒ فرماتے ہیں: ان اربع مثاقيل ههنا قامت مقام اربعين درهماً؛ (العناية على هامش فتح القدير ج ۲ ص ۱۶۳)

ترجمہ۔ یہاں چار مثقال چالیس دراهم کے قائم مقام ہیں یعنی برابر ہیں۔

علامہ وہبہ الزحیلیؒ فرماتے ہیں کہ: او الشرع حد مبلغين متعادلين اما عشرون دينار او ما قادراهم و كانا شيئاً واحداً أو لهما سعر واحد؛ (الفقه الاسلامی و التلخیص ج ۲ ص ۷۶۰)

ترجمہ۔ شرعاً نصاب کیلئے یا تو بیس دینار ہیں یا دس دراهم یہ دونوں ایک شے ہیں اور دونوں کی ایک قیمت ہے معلوم ہوا کہ دونوں ہی ﷺ میں دراهم اور دینار کا حساب قیمت کے اعتبار سے مساوی تھا اس لئے فقہاء کرام

نے اموال تجارت میں صاحب مال کو اختیار دیا کہ وہ اموال تجارت میں زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے سونا چاندی میں سے جس کے ساتھ چاہے قیمت لگائے جب اس کی قیمت دونوں نصابات میں سے کسی ایک مطابق ہو جائے تو ان اموال میں زکوٰۃ واجب ہے مگر موجودہ دور میں چاندی اور سونے کی قیمت کے درمیان کئی گنا فرق ہے یعنی چاندی کے نصاب (ساڑھے باون تولہ چاندی) کی قیمت ۹۷ روپے فی تولہ کے اعتبار سے ۵۰۹۲ روپے بنتے ہیں۔ اور سونے کے

نصاب (ساڑھے سات تولہ) کی قیمت ۶۵۰۰ روپے فی تولہ کے حساب سے ۳۸۷۵۰ روپے بنتے ہیں جو دونوں میں زمین و آسمان کا فرق رونما کرتا ہے اس لئے مناسب یہ ہے کہ موجودہ دور کے تقاضوں کو مد نظر رکھتے ہوئے اموال تجارت کے اس نصاب قیمت کا اہتمام کیا جائے کہ جس میں شمن عرفی کے ایک کلو گرام یا مثقال کا سامانہ ہو لیکن یہاں

ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ فقہاء کا یہ اختیار اس لیے تھا کہ عہد نبوی ﷺ میں دونوں کی قیمت مساوی تھی مگر ممکن ہے کہ دورِ ائمہ مجتہدین میں انکی قیمت میں تفاوت پیدا ہو چکا ہو جس طرح کہ عادت بن چکی ہے۔ اور متاخرین فقہاء نے چاندی کے نصاب کو معیار بنا کر اموال تجارت میں زکوٰۃ کے وجوب کا فتویٰ دیا؟ ہاں حقیقت بھی یہی ہے کہ مروجہ زمانہ کے ساتھ ساتھ چاندی کی قیمت کم ہوتی جا رہی تھی۔ حتیٰ کہ شیخ ابو زہرہؒ نے لکھا ہے کہ عہدِ بنو امیہ میں درہم کی قیمت گھٹی شروع ہو گئی اور ایک دینار بارہ درہم کے برابر ہو گیا، اور دور عباسی میں ایک دینار پندرہ درہم کے نسبت مساوی تھا (الخروج الدولة الاسلامیہ ص ۳۷) اور عہدِ فاطمی میں درہم کی قیمت اس قدر گھٹ گئی کہ ایک دینار کے بدلے ۳۴ درہم مل جاتے تھے۔ (المخطوط التوفیقیہ ج ۲ ص ۴۳ بحوالہ جدید فقہی مباحث ج ۷ ص ۷۳) چونکہ یہ تفاوت اتنی زیادہ نہ تھی جو مال کے مالکان کے لئے باعثِ ضرر بنے، اس لئے انہوں نے فقراء کی ضرورت کو مد نظر رکھتے ہوئے نفع للفقراء کی بناء پر چاندی کو دیگر اموال کا معیار بنایا، مگر موجودہ دور میں اتنی تفاوت پیدا ہو چکی ہے جو نفع للفقراء کے لئے باعثِ ضرر ہے۔

مرجہ کرنسی کے لئے سونا ہی معیارِ نصاب مناسب ہے:

بخلاف سونا کہ اس دورِ اول سے لے کر آج تک اپنے مقام پر برقرار رہا ہے اس کی قیمت میں کسی قسم کا تغیر و تبدل نہیں آیا تو اصولی طور پر کسی چیز کے لئے اصل یعنی بنیاد بھی وہی نقدی ہونی چاہئے جو اپنی جگہ برقرار رہی ہو، اس لئے اموال تجارت میں وجوبِ زکوٰۃ کیلئے سونے کے نصاب کو معیار قرار دیا جائے اور مناسب بھی یہی ہے اسلئے کہ سونا دورِ اول سے آج تک اپنے مقام پر برقرار ہے اور اگر بالفرض ہم سونے کی قیمت کو الٹ کھما کاٹ کا حیثیت سے نہ دیکھیں تو آج کل عالمی منڈی کے لحاظ سے بھی ہمیں سونے کے نصاب سے قیمت لگانا پڑے گی اسلئے کہ بین الاقوامی سطح پر سونا ہی ایک ایسی دھات ہے جو اشیاء کے تعین کے کام آتی ہے اور اسی سے مبادلہ ہوتا ہے چاندی کی طرف کوئی دیکھتا ہی نہیں اور نہ اسمیں آج کل صلاحیت ہے اسلئے کرنسی اور دوسرے اموال تجارت کے نصاب کے لئے معیار سونا ہی گردانا گیا ہے۔ سونے کے اس معیارِ نصاب میں فقراء کی رعایت کے ساتھ ساتھ مال کے مالکان کو ضرر سے بچانا بھی ہے۔

”سونے کو معیارِ نصاب بنانے پر دلائل“

گزشتہ بحث سے معلوم ہوا کہ سونا اور چاندی دونوں دیگر اموال کے معیارِ نصاب ہیں ان اموال کی جانچ پڑتال ان ۱۰۰ نون میں سے کسی ایک کے ساتھ کی جائے گی اور یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ اب تک جن فقہاء کرام نے چاندی کو دیگر اموال کے لئے معیار قرار دیا ہے وہ اپنے اجتہاد سے کیا ہے اس کے بارے میں کوئی نص نہیں ہے۔ اس دور کے لحاظ سے نفع للفقراء ہونے کی بناء پر rasailojaraid.com دور میں حکمت و فلسفہ زکوٰۃ

کے تحت انفع للفقراء کے اصول سے چاندی کو معیار بنانے میں مشکلات اور مصائب کا سامنا ہے اس لئے بعض تحقیقین حضرات نے سونے کو معیار بنانے کو ترجیح دی اور اس کیلئے انہوں نے دلائل کا سہارا لیا ہے۔ جو درج ذیل ہے۔

(۱) پہلی دلیل:

علامہ یوسف قرضاوی نے ان الفاظ سے دلیل پیش کی ہے، ان الفضلة تغیرت قیمتها بعد عصر النبى ﷺ ومن بعده وذاك لاختلاف قيمتها باختلاف العصور كنسائر الاشياء واما الذهب فاستمرت قيمته ثابتة الى حد بعيد ولم تختلف قيمة النقود الذهبية باختلاف الازمنة لانها وحدة التقدير فى كل العصور وهذا ما احتاره الاساتذة ابو زهرة وخلاف وحسن فى بحثهم عن الزكوة، ويبدولى ان هذا القول سليم الوجهة قوى الحجة (فقہ الزکوة ج ۱ ص ۲۶۴)

ترجمہ۔ بے شک چاندی کی قیمت دور نبوی ﷺ کے بعد زمانے کے اختلاف سے دیگر اشیاء کی طرح مختلف ہوتا رہا ہے اور سونے کی قیمت ہر وقت برقرار رہی ہے اس کی قیمت پر زمانے کے اختلاف سے کوئی اثر مرتب نہیں ہوا ہے اور ہر زمانے میں اس کی قیمت ایک ہی رہی، اسی کو استاذ ابو زہرہ خلاف اور حسن نے زکوٰۃ کی بحث میں اختیار کیا ہے اور میرے لئے بھی یہ واضح ہوا کہ یہ قول صحیح اور قوی الجہد ہے۔

ما قبل میں بدائع، فتح القدیر، فتاویٰ ابن تیمیہ اور دیگر معتمد کتابوں کے حوالوں سے بیان ہوا کہ دور نبوی ﷺ میں سونے اور چاندی کے نصاب میں ۱۰ نسبت کا تناسب تھا یعنی ایک دینار دس درہم کے برابر تھا مگر آج کل تو ایک نسبت ۱۰۰ تناسب رہا ہے جو بے حد زیادہ تفاوت ہے۔ اس لئے علامہ قرضاوی کی دلیل زیادہ قوی ہے۔

دلیل کو رد کرنے کی سعی:

بعض علماء کرام نے اس دلیل کو رد کرنے کے لئے عجیب و غریب دعوے کئے ہیں جس پر اگر بازار کے حساب سے غور کیا جائے تو معلوم ہو جائے گا کہ ان حضرات کو بازار کے نرخوں کا بالکل علم نہیں ہے لکھنؤ پہلی وجہ یہ ہے کہ پوری تاریخ میں چاندی کی قیمت گھٹنے کا کوئی ثبوت نہیں ہے بلکہ درہم کی قیمت گھٹنے کا کوئی تاریخی جزئیہ میں یہ نہیں ملتا کہ چاندی کی قیمت گھٹ گئی تھی بلکہ درہم کی قیمت گھٹنے کا ذکر ملتا ہے اور تاریخی تصریحات سے یہ ثابت ہے کہ درہم کی قیمت گھٹنے کا سبب اس میں دوسری دھاتوں کی ملاوٹ سے تھا جو جوں جوں درہم میں دوسری دھاتوں کی ملاوٹ بڑھتی گئی درہم کی قیمت گھٹتی گئی۔ (جدید فقہی مباحث ص ۸۷۵)

الجواب: مگر درہم کے اتار چڑھاؤ کی یہ بات اس زمانے تک قدرے تسلیم ہے جب تک دنیا میں درہم اور دنانیر کا رواج تھا شاہد ہی ایسا ہوتا رہا کہ درہم کا وزن کم ہوتا گیا اور اس میں یہ قضیہ قابل تسلیم نہیں رہا اس

لئے کہ اس دور میں چاندی کے دراہم اور سونے کے دانیر کا کوئی وجود ہی نہیں رہا اور نہ اس دور میں کرنسی کے اندر اتار چڑھاؤ سونے چاندی میں دوسرے دھاتوں کی ملاوٹ سے آتی ہے اس تغیر و تبدل کے اسباب اور ہیں آج کل تو صرف خالص سونا اور خالص چاندی ہی رہ گئے ہیں۔ لیکن پھر بھی جب بازار میں سونے چاندی کی قیمت معلوم کی جائے تو آج ایک بھادو اور کل دوسرا آج ۱۵۰ روپے تولہ چاندی اور دو دن بعد ۹۰۱۰۰ روپے تولہ ملے گا۔

تو معلوم ہوا کہ چاندی کی قیمت میں کمی بیشی خود چاندی کی وجہ سے ہے دوسرے دھاتوں کی ملاوٹ سے نہیں۔

دوسرا دعویٰ ان حضرات نے دوسرا دعویٰ یہ کیا ہے کہ کسی دور میں اگر سونے کی قیمتوں میں بھی معاشی بحران کی بنا پر تبدیلیاں ہونے لگیں تو اس دن ہمارے جدت پسند محققین کدھر جائیں گے، جب قیمتوں کی تبدیلی کے اپنے مطلوبہ معیار سے سونا کو بھی کمتر خیال کریں گے تو پھر یہ سونا چھوڑ کر کسی اور نصاب زکوٰۃ کو اصل ماننے پر مجبور ہوں گے (جدید فقہی مباحث ص ۸۷۵)

الجواب: اس دعویٰ کا جواب یہ ہے کہ اسلام نے جن اشیاء کا نصاب مقرر نہیں کیا اور ان کو نصاب میں دوسروں کے تابع بنادیا تو ان اشیاء کے لئے متبوع کے طور پر صرف سونے اور چاندی کا تعین کیا ہے اس لئے ان کا نصاب بالقیمۃ ہے اور سونا اور چاندی خلقتاً شمن ہے تو ان اشیاء میں بھی سونے یا چاندی کی قیمت نصاب کا اعتبار ہوگا اور اس اعتبار سے نصاب کا تعین کیا جائے گا، بخلاف دوسرے انصہ کے وہ خلقتاً شمن نہیں ہیں اور نہ اسلام نے ان کو دیگر اشیاء کے لئے معیار بنایا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ سونے اور چاندی میں سے اسلام نے کسی ایک کو بلا کسی مزامنہ کے معیار متعین نہیں کیا ہے بلکہ دونوں کے بارے میں اصل معیار ہونے کی تصریح موجود ہے۔ معیار بننے کے لئے کوئی ایک دوسرے کا تابع نہیں ہے اور یہ دونوں میں سے ہر ایک دوسری دھاتوں اور اموال کے لئے معیار نصاب بننے کی صلاحیت موجود ہے، دونوں میں سے جو بھی انفع للفقراء ہو اور اس کے ساتھ معطیین کے لئے ضرر رساں بھی نہ ہو تو وہ نصاب دوسروں کے لئے معیار ہے، قدیم زمانے میں انفع للفقراء ہونے کی وجہ سے چاندی معیار نصاب ہونے کا لائق تھا اس لئے فقہاء نے اجتہاداً چاندی کو معیار بنادیا تھا، چونکہ حالات کی تبدیلی کی وجہ سے احکامات میں تبدیلی ناگزیر ہے اس لئے یہاں بھی حالات کی بناء پر تبدیلی کا ذکر کیا گیا ہے کہ سونے کو دیگر اموال کے لئے معیار نصاب بنایا جائے اگر حالات کی تبدیلی سے سونے کی قیمت چاندی سے گھٹ جائے یا اتنی تفاوت نہ رہے کہ انفع للفقراء کیساتھ ساتھ اضر للمعطیین نہ ہو تو وہی چاندی کا نصاب معیار ہوگا اس لئے کہ جو حکم ضرورت کے تحت تبدیل ہو جائے تو وہ ضرورت ہی کے حد تک محدود ہوتا ہے جب ضرورت زائل ہو جائے تو وہ حکم اپنے مقام کو دوبارہ واپس آ جاتا ہے۔

۲۔ دوسری دلیل: **المقارنۃ بین** **© rasailojaraid.com**

الانصبۃ المذکورة فی اموال الزکوة کخمس من الابل او اربعین من الغنم او خمسة اوسق من الزبيب او التمر نجد ان الذی یقاربها فی عصرنا هو نصاب الذهب لا نصاب الفضة ان خمس ابل او اربعین شاة تساوی قیمتها نحو اربعمائة دینار او جنیة او اکثر فكیف یعد الشارع من یملك اربعا من الابل او تسعا و ثلاثین من الغنم فقیراً ثم یوجب الزکوة علی من یملك نقداً لا یشتري به شاة واحدة؟ و کیف یعتبر من یملك هذا القدر الضئیل... من المال غنيا؟ (فقہ الزکوة ج ۱، ص ۲۶۴)

ترجمہ: اموال زکوة کے دیگر نصابوں مثلاً پانچ اونٹ، چالیس بکریوں یا پانچ وسق کشمش یا کھجور کا موازنہ کیا جائے تو دور حاضر میں سونے کی قیمت کے نصاب کے برابر ہونگے چاندی کے نہیں، اس لئے کہ پانچ اونٹ یا چالیس بکریوں کی قیمت چار سو دینار یا جعیہ (مصر کی کرنسی) یا اس سے اکثر کے برابر ہوگی نہ کہ چاندی کے نصاب کے برابر۔ تو کیسے شارع علیہ السلام چار اونٹوں اور انتالیس بکریوں والے شخص کو فقیر شمار کرتے ہیں اور پھر جو شخص اتنی نقدی کا مالک ہو جائے جس پر ایک بکری بھی نہیں خریدی جاسکتی زکاة واجب ہو جائے، تو پھر کیسے اتنے قلیل مال والا غنی مانا جائے۔ اگر غور کیا جائے اور نظر انصاف سے اس کا موازنہ کیا جائے تو دور حاضر میں اس تفاوت کو مد نظر رکھ کر یہ کہنا پڑے گا کہ موجودہ کرنسی یا دیگر اموال تجارت کیلئے سونے کو معیار نصاب بنایا جائے تاکہ دوسرے انجہ سے تقارب رہے۔

دلیل کی تردید: اگرچہ بعض حضرات نے علامہ صاحب کی اس دلیل کی تردید میں لکھا ہے علامہ یوسف قرضاوی کی اس دلیل سے ہمیں اتفاق نہیں، ممکن ہے کہ ان کے ملک میں چاندی بہت سستی ہو اور بکریاں بہت مہنگی ہوں لیکن ہمارے ملک میں ساڑھے باون تولہ چاندی تقریباً پانچ ہزار روپے کے برابر ہوتے ہیں اور اتنے روپے میں دس بکریاں باسانی خریدی جاسکتی ہے لہذا چاندی کو نصاب زکوة کے مسئلہ میں اصل حیثیت آج بھی حاصل ہوگی (جدید فقہی مباحث ۶/۲۳۷، ۲۳۸)

الجواب : مولانا صاحب کی بات یہاں تک تو درست ہے کہ ساڑھے باون تولہ چاندی تقریباً پانچ ہزار روپے کے برابر ہے، مگر اتنی رقم پر دس بکریاں خریدنا موجودہ دور کے اندر کچھ بعید از عقل معلوم ہوتا ہے اس لئے کہ آج کل اعلیٰ قسم کی ایک بکری کی قیمت پانچ چھ ہزار روپے سے کم نہیں اور درمیانی قسم کی بکری ڈھائی ہزار سے لے کر تین ہزار تک ہے جبکہ بالکل ادنیٰ اور بے کار قسم کی بکری کی قیمت پندرہ سو سے لے کر دو ہزار تک ہے لہذا اگر ہم اس نصاب سے ادنیٰ قسم کی بکریاں خریدنا چاہیے تو بمشکل تین بکریاں خریدی جاسکتی ہے اور درمیانی قسم کی صرف دو عدد بکریاں بمشکل ملے گی، جبکہ اعلیٰ ذات کی صرف ایک بکری ملے گی۔

۵/۳/۲۰۰۱ بروز پیر موضع شیدو ضلع نوشہرہ کے میلہ مویشاں میں عید قربان کے لئے میرے سامنے ایک بکرا فروخت ہوا جس سے دہلا پٹلا اور کمزور بکرا منڈی میں دوسرا نہیں تھا، بکرے کا مالک ۲۵۰۰ روپے مانگ رہا تھا آخر ۱۸۰۰ روپے پر سودا ہوا تو دس بکریوں کا ملنا آج کل کے دور میں از حد مبالغہ ہے۔ علامہ قرضاوی کی دلیل موقع اور حالات کے عین مطابق ہے اس لئے کہ چاندی کے نصاب سے گائے کا دوسرا بچھڑا بھی خرید نہیں جاسکتا آج کل دو سالہ بچھڑا بھی چھ سات ہزار اور آٹھ ہزار روپیہ سے کم نہیں ملتا ہے اور ایک اونٹ دس پندرہ ہزار روپے کا ملتا ہے جو چاندی کا نصاب کا دو گنا تین گنا ہے۔

(۳) تیسری دلیل: علامہ قرضاوی تیسری دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ: لقد قال العلامة شاه ولي الله الدهلوی فی کتابہ القيم حجة الله البالغة ج ۲ ص ۵۰۶ انما قدر النصاب بخمسين اوراق (من الفضة) لانها مقدار يكفى اقل اهل بيت سنة كاملة اذا كانت الاسعار موافقة في اكثر الاقطار واستقرى عادات البلاد المعتدلة في الرخص والغلاء تجد ذلك فهل نجد الا في اى بلد من بلاد الاسلام ان خمسين او نحوها من الرئالات المصرية او السعودية او القطرية او الرويات الباكستانية او الهندية ونحوها تكفى لمعيشة اسرة سنة كاملة او شهرا واحدا او حتى اسبوعا واحدا؟ انها في بعض البلاد التي ارتفع فيها مستوى المعيشة كبلاد النفط (البتروال) لا تكفى بعض الاسر المتوسطة لنفقات يوم واحد فكيف يعد من ملكها غنيا في نظر الشرع الحكيم؟ لهذا بعيد غاية البعد، (فقه الزكاة ج ۲ ص ۲۶۵)

ترجمہ۔ شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے حجۃ اللہ البالغۃ میں لکھا ہے کہ چاندی کے پانچ اوقیہ کو اس لئے مقدار نصاب مقرر کیا گیا تھا کہ اتنی مقدار چاندی ایک گھروالوں کے سال بھر کے خرچ کی کفایت کرتی ہے۔ کیا آج کل ہم کس اسلامی ممالک کے ملک کے چپاس یا اس کے مثل سعودی عرب یا مصر یا قطر کے ریالات یا پاکستانی روپیہ ایک سال کے نفقہ کی کفایت کر سکتی ہے بلکہ وہ تو ایک ماہ بلکہ ایک ہفتے کا خرچہ بھی پورا نہیں کر سکتا۔ بلکہ بعض ممالک جنہیں پٹرول پیدا ہوتا ہے تو وہاں بھی متوسط گھرانے کے ایک دن کا خرچہ بھی نہیں ہوتا تو اتنی رقم کے مالک کو شرعاً کیسے غنی کہا جائے؟ یہ بات بعید از عقل ہے۔

حضرت شاہ صاحبؒ کا یہ فرمان اگرچہ زکوٰۃ کی حکمت کے بیان کے لئے ہے، فقہی احکام کے استنباط کیلئے نہیں مگر پھر بھی ان حکمتوں کا کچھ نہ کچھ دخل فقہی احکامات میں ضرور ہوتا ہے۔ سال بعد زکوٰۃ ادا کرنے میں حکمت یہ ہے کہ جتنا مال اس کے پاس

اس کی ضرورت نہیں یہ اسکی ضرورت سے زائد ہے۔ اسلئے اب اس کو فقراء کے احتیاج میں خرچ کرنا چاہیے۔ آج کل کے اس مہنگے ترین دور میں ۶۷ ہزار روپے ایک خاندان کے ۱۵ دنوں کا خرچہ بھی نہیں چڑ جائیکہ پوری فیملی پورا سال اس سے گزارا کرے لیکن اس سے یہ نہ سمجھا جائے چاندی بذات خود نصاب نہیں رہی اور اسکے نصاب کو بھی تبدیل کر کے سونے کا نصاب قرار دیا جائے اس لئے یہ اشکال بے جا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ جسکے پاس چاندی کا نصاب ۵۲ ۱/۲ تولہ چاندی ہو تو اس پر چاندی کی زکوٰۃ واجب ہے اور اگر کرنسی وغیرہ ہو تو پھر چاندی کو قیمت کے اعتبار سے کرنسی کیلئے معیار نہ بنایا جائے کہ اس کرنسی میں زکوٰۃ واجب ہو بلکہ سونے کی قیمت کے مطابق کرنسی کا نصاب پورا کیا جائے۔

۴۔ چوتھی دلیل: سونے کے نصاب کو کرنسی کے لئے معیار بنانے کے لئے اسلام نے زکوٰۃ مالدار لوگوں پر فرض کی ہے اس لئے رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل کو یمن روانہ کرتے وقت فرمایا تھا کہ ان کے مالدار اور صاحب ثروت لوگوں سے زکوٰۃ وصول کیا کرو اور ان کے فقراء میں تقسیم کیا کرو۔ بلکہ ایک موقع پر تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ خیر الصدقة ما کات علی ظہر غنی (بخاری/۹۳/۱) باب لا صدقة الا علی ظہر الغنی) کہ بہترین صدق وہ ہو جو مالدار کے کندھوں پر ہو۔

موجودہ حالات کے پیش نظر اگر چاندی کو معیار قرار دیا جائے تو زکوٰۃ بجائے مالدار کے فقراء کے کندھوں پر آجائے گی اس لئے کہ معاشرہ میں ۵۰۰۰ روپوں کے مالک کو مالدار نہیں کہا جاتا۔

اسی طرح اسلام چونکہ دین فطرت ہے اور اس میں آسانی رکھی گئی ہے ہر ایک تکلیف سے نکالنے کی تلقین کی گئی ہے اس لئے رسول اللہ ﷺ نے جب حضرت معاذ کو یمن کا گورنر مقرر کر کے بھیجا تو ان کو یہ ہدایت دی کہ ”یسروا ولا تعسروا“ (الحديث) ترجمہ۔ لوگوں کے ان کے معاملات مسارۃ اور آسان بناؤ۔

اس حدیث شریف میں ہر قسم کی نرمی کا حکم دیا گیا ہے کہ حتی الوسع لوگوں کیساتھ نرمی والا معاملہ کرو اور سختی سے اجتناب کرو۔ چاہیے وہ عبادات میں ہو یا معاملات میں یعنی ہر قسم کے معاملات میں لوگوں کیساتھ نرمی کی جائے تاکہ لوگ اسلامی احکامات کی طرف راغب ہوں اور اس پر عمل کرنا شروع کریں۔ موجودہ دور میں ہم جب چاندی کے نصاب پر نظر ڈالتے ہیں تو کرنسی اور دیگر اموال تجارت کیلئے چاندی کو نصاب کیلئے بنیاد بنانے میں ایک قسم کی سختی معلوم ہوتی ہے اسلئے کہ اس مہنگائی کے دور میں ایک متوسط طبقے کے آدمی کا ماہانہ خرچہ چھ ہزار روپے سے زیادہ ہے اور اسکی ماہانہ تنخواہ بھی چھ ہزار روپے کے لگ بھگ ہے تو اگر چاندی کے نصاب کو بنیاد بنایا جائے تو عید الاضحیٰ کے آتے ہی اس پر قربانی واجب ہو جائیگی۔ جبکہ آج کل گائے یا بھینس میں ایک حصہ کی قیمت بھی تقریباً تین ہزار روپے کے لگ بھگ بنتی ہے اب اگر یہ شخص قربانی کریگا تو ماہانہ خرچے میں کمی آجائیگی جو ایک گونہ سختی ہے بلکہ وہاں خرچہ پورا کرنے کیلئے قرض لینے کا بھی محتاج بن جائیگا۔ بلکہ کبھی کبھار مالدار کے لئے بھی یہ سہولت ہو جائے گی۔ (جاری ہے)

جمالِ یوسف

محدث العصر حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ کا تذکرہ و سوانح

تصنیف : مولانا عبدالقیوم حقانی

تحصیل اور تکمیل علم، فقر و درویشی، عبدیت و انابت، عشق رسول ﷺ و اتباع سنت، درس و تدریس حدیث، محدثانہ جلالتِ قدر، عظیم فقہی مقام، فضل و کمال، دینی و علمی کارنامے، سیرت و اخلاق، مجاہدانہ کردار، دعوت و تبلیغ، تصنیف و تالیف، قادیانیت کا فاتحانہ تعاقب، اعلاء کلمۃ الحق کے لئے مساعی و جہاد... الغرض دلچسپ، جامع اور بعض رُلا دینے اور عمل صالح کی انگلیٹ کرنے والے حیرت انگیز واقعات۔

صفحات : 350 قیمت : 120 روپے

القاسم ایڈمیٹیو جامعہ ابو ہریرہؓ برانچ پوسٹ آفس خالق آباد نوشہرہ، سرحد، پاکستان

علمائے اہل حدیث و دیگر اہل علم سے درخواست

الف..... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے ”احتساب قادیانیت“ کے نام سے گزشتہ صدی کے مرحوم اکابر علمائے اسلام کی رد قادیانیت پر کتب کو شائع کرنا شروع کیا ہے۔ اس وقت تک سات جلدیں شائع ہو چکی ہیں۔ آٹھویں اور نویں جلد میں فاتح قادیان حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کے رد قادیانیت پر جملہ رسائل کو یکجا کرنا مقصود ہے۔ نصف سے زائد رسائل پر جدید حوالہ اور تخریج کا کام مکمل ہو کر کمپوزنگ ہو رہی ہے۔ ب..... ہمیں اس وقت پریشانی اور مشکل یہ لاحق ہے کہ مولانا مرحوم کے یہ سات رسائل میسر نہیں آرہے :

(۱)..... ہنوات مرزا (۲)..... صحیفہ محبوبیہ (۳)..... زار قادیانی (۴)..... قادیانی مباحثہ دکن (۵)..... تفسیر نویسی کا چیلنج اور فرار (۶)..... تحفہ احمدیہ (۷)..... مکالمہ احمدیہ

آپ میں سے جن حضرات کے پاس یہ رسائل موجود ہوں اطلاع دیں ہم آدمی بھیج کر فوٹو کاپی کرالیں گے یا اگر ممکن ہو تو عمدہ فوٹو کر اکر ارسال فرمائیں۔

تمام خرچہ ہمارے ذمہ ہوگا۔ انتہائی ضروری دینی فریضہ سمجھ کر تعاون اعلیٰ البر کے تحت تعاون فرمائیں۔ ہم پر بہت احسان ہوگا۔ واجزکم علی اللہ تعالیٰ!

جواب و رابطہ کیلئے : (مولانا) عزیز الرحمن جالندھری مرکزی ناظم اعلیٰ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضور ی باغ روڈ ملتان فون: 514122